سبق ۸ — کتبہ

مصنف کا تعارف: غلام عباس (۱۹۰۹ء-۱۹۸۲ء)

غلام عباس امرتسر (مشرقی پنجاب، انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ دیال سنگھ ہائی سکول لاہور سے میٹرک پاس کیا۔ بعد ازاں علومِ شرقیہ کے امتحانات پاس کیے۔ لکھنے لکھانے کا شوق اُنھیں بچپن سے ہی تھا۔ ابتدائی عمر میں غیر ملکی افسانوں کے تراجم کیے۔ بچوں کے رسالے ''پھول'' اور خواتین کے رسالے ''تہذیبِ نسواں'' کے مدیر رہے۔ ۱۹۳۸ء میں ''آل انڈیا ریڈیو'' سے منسلک ہو گئے۔

۱۹۴۷ء میں پاکستان کا قیام عمل میں آیا تو غلام عباس بھی پاکستان آ گئے۔ کچھ عرصے بعد پنجاب ایڈوائزری بورڈ نے اُن کی ادبی خدمات کے اعتراف کے طور پر نقد انعام سے نوازا اور حکومتِ پاکستان نے اُنھیں ''ستارۂ امتیاز'' کا اعزاز پیش کیا۔

غلام عباس اُردو افسانوی ادب میں کلاسیک کا درجہ رکھتے ہیں۔ اُن کی اہم تصانیف میں تین افسانوی مجموعے: ''آنندی''، ''کن رس'' اور ''جاڑے کی چاندنی'' جب کہ تین ناولٹ: ''گوندنی والا تکیہ''، ''جزیرہ سخن وراں'' اور ''دھنک'' شامل ہیں۔ علاوہ ازیں اُنھوں نے فیلڈ مارشل صدر ایوب خان کی کتاب ''Friends, not Masters'' کا اُردو ترجمہ ''جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی'' کے نام سے کیا۔

اُردو افسانہ نگاری میں غلام عباس کا مقام اہم اور منفرد ہے۔ ترقی پسند تحریک سے وابستہ نہ ہونے کے باوجود اُن کے افسانوں میں ترقی پسندانہ رجحانات ملتے ہیں۔ اُنھوں نے زندگی کی صداقت اور فن کی لطافت کو یک جا کر کے نہ صرف اُردو افسانے کی اس روایت کو زندہ رکھا جس کا آغاز منشی پریم چند (۱۸۸۰ء-۱۹۳۶ء) سے ہوا تھا بلکہ اس میں اپنی شخصیت کا رنگ بھر کر اُسے ترقی کی راہ پر گامزن بھی کیا۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ غلام عباس اُس اُردو افسانوی ادب کے آخری چراغ تھے جو پریم چند نے روشن کیا تھا۔

شاملِ کتاب افسانہ ''کتبہ'' ان کے افسانوں کے مجموعے ''آنندی'' سے مستعار ہے جو اُن کے وسیع مشاہدے اور باریک بینی کی عمدہ مثال ہے۔

مرکزی خیال

کہانی کتبہ کا مرکزی خیال انسانی فطرت اور سفید پوش طبقے اور سماجی رویوں کے گرد گھومتا ہے۔ متوسط طبقے کے لوگ چھوٹے عہدوں پر ملازمت کرنے کے باوجود اپنی زندگی میں بمشکل گزارا کرتے ہیں۔ ہر فرد کے دل میں ہزاروں خواہشات جنم لیتی ہیں۔ اپنے حالات بہتر کرنے کے لیے وہ تگ و دو کرتا ہے مگر بے انصاف معاشرے میں ایمان داری کی قدر نہیں ہوتی اور اسے حسرت و ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ سفید پوش لوگ اپنی ذمہ داریاں نبھاتے نبھاتے ہی اس دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں اور ان کے خواب بعد میں ان کی قبروں کی زینت بنتے ہیں۔

خلاصہ

شہر سے کوئی ایک میل کے فاصلے پر باغوں کے بیچ ایک ہی طرح کی بہت سی عمارتیں تھیں۔ انھی میں سے ایک عمارت میں شریف حسین درجۂ دوم کا کلرک تھا۔ وہ اپنی قلیل سی تنخواہ میں بمشکل ہی گزارا کرتا تھا۔ ہر مہینے کے شروع میں بس چار پانچ روز ہی وہ آدھے راستے سے ٹانگے پر سوار ہو کر جاتا پھر بھی اس کی جیب خالی ہو جاتی۔ ایک مرتبہ اس کی بیوی مہینے کے شروع میں ہی بچوں کو لے کر میکے چلی گئی۔ وہ گھر میں اکیلا ہی تھا۔ اس نے سوچا چلو کہیں سیر سپاٹا کر کے آتا ہوں۔ سڑکوں پر مختلف کلرکوں کی ٹولیاں بھی نکلنا شروع ہوئیں جن کی وضع قطع بھی ایک سی تھی۔ وہ اپنی بغلوں میں فائلیں دابے گھر کی

www.ilmkidunya.com

طرف چلے جاتے تھے کہ باقی ماندہ کام شاید گھر میں کر لیں۔ لیکن مفت کا یہ بوجھ یونہی اگلے دن واپس لے آتے۔ ہر شخص جو پیدل گھر کو جاتا اسے دفتر تک کے فاصلے کا بخوبی علم تھا۔ ہر کلرک افسروں کی جھڑکیوں اور ماتحتوں کی نالائقی سے تنگ تھا۔

اُس روز شریف حسین گھر جانے کی بجائے جامع مسجد کی طرف چل پڑا جہاں ہر شام کو سستا مال بیچنے والوں کی دکانیں ایک میلے کی طرح سجا کرتی تھیں۔ وہ حکیموں، سنیاسیوں، فوٹو گرافروں کی دکانوں کو دیکھتا ہوا ایک کباڑیے کی دکان پر چلینی ظروف، ٹیبل لیمپ، گل دان، گھڑیاں غرض بہت سی چیزیں دیکھیں۔ وہیں اسے سنگِ مرمر کا ایک شان دار ٹکڑا سوا فٹ لمبا اور ایک فٹ چوڑا تھا۔ قیمت پوچھی تو تین روپے اس نے واپس رکھ دیا کہ اسے مہنگا لگا۔ بھاؤ تاؤ میں ایک روپے کا سنگِ مرمر خرید کر گھر لے آیا۔ گھر آ کر رات کو اس نے سوچا شاید کبھی قسمت مہربان ہو جائے اور ترقی کر کے کلرک سے سپرنٹنڈنٹ بن جائے۔ تنخواہ چالیس سے چار سو روپے ہو جائے تو اپنا کوئی چھوٹا سا مکان لے کر اس ٹکڑے پر اپنا نام کندہ کروا کے گھر کے باہر نصب کر دے گا۔ نوکری کے شروع میں ترقی کے خواب دیکھے مگر پھر جوش ٹھنڈا پڑ گیا۔ مگر سنگِ مرمر کے ٹکڑے نے پھر سے خیالوں میں ہل چل مچا دی۔ دفتر آتے جاتے کوٹھیوں کے باہر لوگوں کے نام دیکھ کر وہ بھی اپنے گھر کے خواب دیکھنے لگا۔ اگلے مہینے کی تنخواہ کے بعد وہ سنگِ مرمر کو شہر کے مشہور سنگ تراش کے پاس گیا۔ اس نے بہت مہارت سے اس پر اس کا نام کندہ کر کے کونوں میں خوش نما بیلیں بنا دیں۔ زندگی میں شاید پہلی مرتبہ اپنا نام جلی حروف میں دیکھ کر اسے عجیب سی خوشی محسوس ہوئی۔ جب وہ سنگ تراش کی دکان سے واپس گھر پہنچا تو اسے محسوس ہوا کہ اس کے مکان کے باہر ایسی کوئی جگہ نہیں جہاں کوئی بورڈ نصب ہو سکے۔ اس کے لیے تو بڑے پھاٹک والا مکان چاہیے۔ اس نے اپنے مکان کے ایک حصے کی کوٹھڑی میں ایک بے کواڑ کی الماری میں وہ کتبہ رکھ دیا۔ ہر شام گھر واپسی پر وہ سب سے پہلے کتبے پر ہی نگاہ ڈالتا۔ سال بھر کتبہ اسی بے کواڑ الماری میں پڑا رہا۔ اس دوران اس نے نہایت محنت سے کام کیا مگر ترقی نہ ہوئی۔ جب اس کا بیٹا چار سال کا ہوا تو اس نے کتبہ اس ڈر سے کہ بچہ توڑ نہ دے، اس نے اپنے صندوق میں کپڑوں کے نیچے رکھ دیا۔ گرمیوں میں اس کی بیوی نے صندوق سے فالتو چیزیں نکالیں تو کتبے کو اُٹھا کر کاٹھ کے پرانے بکس میں ڈال دیا جس میں فالتو سامان رہتا تھا۔

شریف حسین اب مایوس ہو چکا تھا اور اپنی ترقی کے بارے میں سوچنا چھوڑ دیا تھا۔ اسے ملازمت کرتے ہوئے بارہ برس ہو چکے تھے۔ افسروں نے اس کی محنت اور لگن دیکھتے ہوئے اسے عارضی طور پر ایک درجۂ اوّل کے کلرک کی جگہ دے دی جو چھٹی پر گیا تھا۔ اگلے مہینے اس نے نیلام گھر سے ایک سستی سی میز اور گھومنے والی کرسی خریدی۔ پھر سے اسے کتبہ یاد آیا اس نے کتبے کو نکال کر دھویا، پونچھا اور دیوار کے سہارے سے اپنی میز پر ٹکا دیا۔ عارضی ترقی پر اس نے بہت محنت کی کہ شاید وہ اس سیٹ پر پکا ہو جائے اور وہ چھٹی پر گیا کلرک واپس نہ آئے مگر ٹھیک تین مہینے بعد وہ شخص واپس آ گیا۔ شریف حسین بہتری کی تھوڑی سی جھلک دیکھنے کے بعد جب اپنی پرانی سیٹ پر واپس آیا تو حالت مزید ابتر لگنے لگی۔ وقت کے ساتھ ساتھ اس کے بچے بڑے ہوتے گئے۔ باپ کی کرسی پر بڑا لڑکا بیٹھ کر پڑھنے لگا تو کتبے کے گر جانے کے خدشے سے پھر سے اسے بے کواڑ کی الماری میں رکھ دیا گیا۔ کئی برس گزر گئے۔ اس دوران کتبہ کبھی میز پر، کبھی صندوق میں، کبھی چارپائی کے نیچے تو کبھی کاٹھ کے بکس میں جگہیں بدلتا رہا۔ ملازمت کرتے ہوئے شریف حسین کو بیس برس گزر گئے۔ غمِ روزگار اور بچوں کی ذمہ داریوں نے پھر اس کے خیال کو کہیں دُور جانے ہی نہیں دیا۔ پچپن برس کی عمر میں اسے پنشن مل گئی۔ اس کا بڑا بیٹا ریل کے گودام اور چھوٹا بیٹا کسی دفتر میں ٹائپسٹ تھا۔ اس نے پنشن کے پیسوں سے دھوم دھام سے بچوں کی شادیاں کیں۔ سب ذمہ داریوں سے نمٹ کر اس کے جی میں حج کے مقدس سفر کا خیال آیا مگر توفیق نہ ہو سکی۔ جلد ہی بڑھاپے کی کمزوریوں نے آ لیا۔ پنشن لینے کے تین سال بعد جاڑے کی ایک شام وہ کسی کام سے بستر سے اُٹھا تو تند و تیز سرد ہوا سے نمونیا ہو گیا اور چار دن بعد مر گیا۔ اس کی موت کے بعد بڑا بیٹا ایک دن مکان کی صفائی کر رہا تھا کہ وہ کتبہ نظر آ گیا۔ اسے باپ سے بے حد محبت تھی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ دیر تک اس کی خطاطی اور نقش و نگار دیکھتا رہا۔ اگلے روز وہ ایک سنگ تراش کے پاس کتبہ لے گیا اور عبارت میں تھوڑی سی رد و بدل کے بعد اپنے باپ کی قبر پر نصب کر دیا۔

www.ilmkidunya.com

مشکل الفاظ کے معانی

www.ilmkidunya.com

الفاظ	معانی
تلوے جھلس جانا	گرمی سے جوتے گرم ہونا
بڑے پھاٹک	بڑا دروازہ
خلافِ معمول	روٹین کے خلاف
بے فکری	لاپرواہی
کلرکوں کی ٹولیاں	کلرک گروہ
اکاؤنٹنٹ	حساب لکھنے والا
وضع قطع	ظاہری لباس
سولا ہیٹ	چھجے دار ٹوپے
بیڑی	پتلا سا سگریٹ
غُل غپاڑے	شور شرابا
نئے رنگروٹ	نئے بھرتی ہونے والے
نکٹائی	گلے کا پتلا سا کپڑا
طمانیت	اطمینان
عمر رسیدہ	بڑی عمر کے لوگ
گُدی	گردن کا پچھلا حصہ
بے مصرف	بے کار
نالاں	ناراض
کوچوان	ٹانگہ چلانے والا
مول تول	بھاؤ تاؤ
تعویذ گنڈے	جادو ٹونے
کباڑی	پرانا سامان بیچنے والا
ظروف	چینی کے برتن
گراموفون	گانے بجانے کا آلہ

الفاظ	معانی
چھڑکاؤ گاڑی	پانی دینے والی گاڑی
لپک کر	تیزی سے
کفایت شعاری	کم خرچی
ڈسپیچر	ڈاک بھیجنے والا
ٹائپسٹ	ٹائپ کرنے والا
ہیڈ کلرک	بڑا کلرک
سائیکل سوار	سائیکل چلانے والا
بڑی بڑی توندوں	بڑے پیٹ والے
کہنہ فروش	کباڑیے
سیفٹی پن	بکسوا
بدقطع سوٹ	بدصورت سوٹ
فونٹین پین	سیاہی والا پین
انکشاف ہونا	ظاہر ہونا
جہاں دیدہ	زمانے کی پہچان والا
کُند اُستروں	ناکارہ اُسترے
چڑچڑاپن	بدمزاجی
اِکنّی	ایک آنہ
جراحی کے آلات	سرجری کے آلات
لیکچر باز	لیکچر دینے والا
سیانے	عقل مند
مسخ ہونا	خراب ہو جانا
بیڑیاں	ہتھکڑیاں
بھُس بھرا	حنوط شدہ ہرن

الفاظ	معانی
بخارات	بھاپ
مادری زبان	ماں بولی
رنگ ڈھنگ	طور طریقہ
رکھوالی کرنا	چوکیداری کرنا
ریکارڈ کیپر	ریکارڈ رکھنے والا
سپرینٹنڈنٹ	بڑا افسر
خاکی زین	پتلون کا موٹا کپڑا
چھاتا کھولے	چھتری کھولے ہوئے
گتھیاں	مسئلے
خم	جھک جانا
واسکٹ	چھوٹی سی شیروانی
خراماں خراماں	دھیرے دھیرے
مسیں پوری نہیں بھیگی	آغازِ جوانی
گھاگ	بوڑھے چالاک
متواتر	مسلسل
ماتحت	ملازم
ہیجان	چہل پہل
ہر قماش کے لوگ	ہر طرح کے لوگ
سنیاسی	جوگ لوگ
جمگھٹوں	لوگوں کے ہجوم
کنگلا	جس کے پاس پیسے نہ ہوں
چوکٹھے	فریم
لم ڈھینگ	بگلا

مقبرہ	مزار، قبر	دہک اُٹھی	سرخ ہونا	دام	قیمت
شوقِ تحقیق	تلاش کا شوق	مرمریں	سنگ مرمر	حرص	لالچ
پنشن	ریٹائرمنٹ کے بعد ملنے والا وظیفہ	محو ہو چکی	مٹ چکی	دل بجھنا	دل اُداس ہونا
منسوخ کرنا	ختم کرنا	اخراجات	خرچے	افاقہ	حالات بہتر ہونا
کاٹھ	لکڑی	نگاہِ لطف و کرم	مہربانی	سعی لاحاصل	فضول کوشش
فارغ البالی	آزادی، بے فکری	مژدہ	خوش خبری	آلکس	کاہلی، سستی
بھانپ جانا	فوراً جان لینا	قفل	تالا	سرد اور تند	ٹھنڈی اور تیز
بے کواڑ	دروازے کے بغیر	مشقت	سخت محنت	نقش و نگار	پھولوں کی سجاوٹ

پیراگراف کی تشریح

پیراگراف 1: تھوڑی دیر میں دفتروں سے کلرکوں کی ٹولیاں نکلنی شروع ہوئیں اور ان میں ٹائپسٹ، ریکارڈ کیپر، ڈسپیچر، اکاؤنٹنٹ، ہیڈ کلرک، سپرنٹنڈنٹ غرض ادنیٰ و اعلیٰ ہر درجہ اور حیثیت کے کلرک تھے اور اسی لحاظ سے ان کی وضع قطع بھی ایک دوسرے سے جدا تھی۔ مگر بعض ٹائپ خاص طور پر نمایاں تھے۔ سائیکل سوار آدھی آستینوں کی قمیص، خاکی زین کے نیکر اور چپل پہنے، سر پر سولا ہیٹ رکھے، کلائی پر گھڑی باندھے، رنگ دار چشمہ لگائے، بڑی بڑی توندوں والے بابو چھاتا کھولے، مُنھ میں بیڑی، بغلوں میں فائلوں کے گٹھے دبائے۔ ان فائلوں کو وہ قریب قریب ہر روز اس اُمید میں ساتھ لے جاتے کہ جو گتھیاں وہ دفتر کے غُل غپاڑے میں نہیں سلجھا سکے ممکن ہے گھر کی یک سوئی میں ان کا کوئی حل سوجھ جائے مگر گھر پہنچتے ہی وہ گرہستی کے کاموں میں ایسے اُلجھ جاتے کہ اُنھیں دیکھنے تک کا موقع نہ ملتا اور اگلے روز انھیں یہ مفت کا بوجھ جوں کا توں واپس لے آنا پڑتا۔

حوالہ متن: **سبق کا عنوان** : کتبہ

مصنف کا نام : غلام عباس

سیاق و سباق: شریف حسین درجہ دوم کا معمولی کلرک تھا۔ اس کی بیوی بچوں سمیت میکے گئی ہوئی تھی۔ گھر میں کچھ ایسا قیمتی سامان بھی نہ تھا کہ جس کی رکھوالی کرنا پڑتی۔ ایک شام دفتر سے واپسی پر وہ جامع مسجد میں جہاں سستی چیزوں کی دکانیں سجا کرتی تھیں وہاں چلا گیا۔ اس نے وہاں سے بے ارادہ ہی ایک کباڑیے سے سنگِ مرمر کا شان دار نقش و نگار والا ٹکڑا خرید لیا۔ اس کی خواہش تھی کہ اس پر اپنا نام کھُدوا کر اپنے گھر کے باہر دیوار پر اپنے نام کی تختی کے طور پر نصب کروائے گا۔ مگر نہ تو اس کا مکان بن سکا اور نہ ہی اس کے پھاٹک پر وہ تختی نصب ہو سکی۔ بلکہ بڑھاپے میں اس کی موت کے بعد اس کے بیٹے نے عبارت میں تھوڑی سی تبدیلی کروا کے یہی سنگِ مرمر اس کی قبر پر بطور کتبہ نصب کروا دیا۔

تشریح: چھٹی کے وقت دفتروں سے مختلف کلرکوں کی ٹولیاں نکلنا شروع ہوئیں جن میں ٹائپسٹ، ریکارڈ کیپر، ڈسپیچر، اکاؤنٹنٹ، ہیڈ کلرک، سپرنٹنڈنٹ یعنی ہر بڑے اور چھوٹے منصب کے کلرک تھے۔ اس دفتری تقسیم کی وجہ سے ان کی دیکھ ریکھ بھی ایک دوسرے سے مختلف تھی مگر چند ایک اُن میں سے کسی وجہ سے نمایاں تھے۔ کہیں سائیکلوں پر خاکی زین کی نکریں اور آدھی آستینوں کی قمیصیں پہنے پاؤں میں چپل اور سروں پر چھجے دار ٹوپ پہنے جا رہے تھے۔ کلائیوں میں گھڑیاں بھی باندھی ہوئی تھیں اور رنگین دھوپ سے بچنے والے چشمے آنکھوں پر لگائے ہوئے تھے۔ کئی بابو لوگ اپنی بڑی بڑی

توندوں کے ساتھ چل رہے تھے۔ دھوپ سے بچنے کو چھاتہ لیے ہوئے تھے، منہ میں بیڑی سلگائے اپنی بغلوں میں دفتری فائلوں کے گٹھے دبائے چلے جا رہے تھے۔ وہ ہر روز دفتر کے کاموں کی زیادتی کی وجہ سے فائلیں گھروں کو اس آس پر لے جاتے کہ جو کام دفتر میں ہبڑ دبڑ کے ماحول میں نہیں کر سکے شاید گھر سے مکمل کرلائیں۔ مگر گھر پہنچتے ہی گرہستی اور بچوں کے کام بھی منہ کھولے ان کا انتظار کر رہے ہوتے اور انھیں فائلوں کو دیکھنے تک کا موقع بھی نہ ملتا۔ اگلے دن وہ دفتر پھر سے اُنھی فائلوں کا ناحق بوجھ لیے پھر واپس دفتروں کی طرف راہ لیتے۔

پیراگراف 2: شروع شروع میں جب وہ ملازم ہوا تھا تو اس کا کام کرنے کا جوش اور ترقی کا ولولہ انتہا کو پہنچا ہوا تھا۔ مگر دو سال کی سعیِ لاحاصل کے بعد رفتہ رفتہ اس کا یہ جوش ٹھنڈا پڑ گیا اور مزاج میں سکون آچلا تھا۔ مگر سنگ مرمر کے ٹکڑے نے پھر اس کے خیالوں میں ہلچل ڈال دی۔ مستقبل کے متعلق طرح طرح کے خوش آیند خیالات ہر روز اس کے دماغ میں چکر لگانے لگے۔ اُٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے، دفتر جاتے، دفتر سے آتے، کوٹھیوں کے باہر لوگوں کے نام دیکھ کر۔ یہاں تک کہ جب مہینا ختم ہوا اور اسے تنخواہ ملی تو اس نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ سنگِ مرمر کے ٹکڑے کو شہر کے ایک مشہور سنگ تراش کے پاس لے گیا جس نے بہت چابک دستی سے اس پر اس کا نام کندہ کر کے کونوں میں چھوٹی چھوٹی خوش نما بیلیں بنا دیں۔ اس سنگِ مرمر کے ٹکڑے پر اپنا نام کھدا ہوا دیکھ کر اسے ایک عجیب سی خوشی ہوئی۔ زندگی میں شاید یہ پہلا موقع تھا کہ اس نے اپنا نام اس قدر جلی حروف میں لکھا ہوا دیکھا تھا۔

سیاق وسباق: شریف حسین درجہ دوم کا کلرک تھا۔ اس کی بیوی بچوں سمیت میکے گئی ہوئی تھی۔ گھر میں کچھ ایسا قیمتی سامان بھی نہ تھا کہ جس کی رکھوالی کرنا پڑتی۔ ایک شام دفتر سے واپسی پر وہ جامع مسجد میں جہاں سستی چیزوں کی دکانیں سجا کرتی تھیں وہاں چلا گیا۔ اس نے وہاں سے بے ارادہ ہی ایک کباڑیے سے سنگِ مرمر کا شان دار نقش و نگار والا ٹکڑا خرید لیا۔ اس کی خواہش تھی کہ اس پر اپنا نام کھدوا کر اپنے گھر کے باہر دیوار پر اپنے نام کی تختی کے طور پر نصب کروائے گا۔ مگر نہ تو اس کا مکان بن سکا اور نہ ہی اس کے پھاٹک پر وہ تختی نصب ہو سکی۔ بلکہ بڑھاپے میں اس کی موت کے بعد اس کے بیٹے نے عبارت میں تھوڑی سی تبدیلی کروا کے یہی سنگِ مرمر اس کی قبر پر بطور کتبہ نصب کروا دیا۔

تشریح: جب وہ نیا نیا نوکری پر لگا تھا تو اس کے کام کرنے کا جوش و جذبہ دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ ترقی کرنے کے خواب تو اس کے خون میں دوڑتے تھے۔ مگر جب محبت اور دیانت داری سے کام کرنے کے باوجود اُسے صلہ نہ ملا تو آہستہ آہستہ اس کی محنت کا جذبہ بھی دم توڑنے لگا اور اس کے مزاج میں دھیما پن بھی آ گیا۔ مگر جونہی اسے سنگِ مرمر کا ٹکڑا یاد آتا تو پھر سے اس کی خواہشات جاگ اُٹھتیں اور سہانے مستقبل اور اپنے بڑے مکان کے خیالات اس کے دل پر چھائے رہتے۔ اُٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے، دفتر آتے جاتے غرض کہ کوئی بھی کام کرتے ہوئے اسے کوٹھیوں کے باہر ناموں کی لگی تختیاں دیکھ کر اپنا نام کھدوانا یاد آ جاتا۔ یہاں تک کہ ایک دن نئے مہینے کی تنخواہ ملنے پر وہ سنگِ مرمر کا ٹکڑا لے کر سیدھا ایک مشہور سنگ تراش کے پاس پہنچا جس نے بہت مہارت سے اس ٹکڑے پر شریف حسین کا نام کندہ کر دیا اور کونوں میں چھوٹی خوب صورت پھولوں کی بیلیں بنا دیں۔ جب اس نے اس چمکتے ہوئے سفید سنگِ مرمر پر اپنا نام کھدا ہوا دیکھا تو خوشی سے اس کا دل باغ باغ ہو گیا۔ اس کی زندگی میں شاید یہ پہلا موقع تھا کہ اس نے جلی حروف میں اپنا نام پتھر پر کھدا ہوا دیکھا۔

مشق

ا۔ **درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیں۔**

(i) **شریف حسین کو تانگے میں سوار ہونے کا لُطف ملتا تھا:**

(الف) مہینے کے آخری روز　(ب) مہینے کے ابتدائی روز ✓　(ج) مہینے کے وسط میں　(د) مہینا بھر

www.ilmkidunya.com

(ii) شریف حسین کی جیب میں کچھ رقم اس لیے تھی کہ:

(الف) اس نے بچت کی تھی   (ب) اسے تنخواہ دیر سے ملی تھی

(ج) کہیں سے قرض مل گیا تھا   (د) اس کی بیوی اور بچے میکے گئے ہوئے تھے ✓

(iii) کلرکوں میں لوگ شامل تھے:

(الف) نئے بھرتی ہونے والے (ب) اُدھیڑ عمر (ج) عمر رسیدہ (د) ہر عمر کے ✓

(iv) شریف حسین کے خیال میں سنگِ مرمر کے ٹکڑے کا مصرف تھا کہ:

(الف) کسی کو تحفہ دیا جائے   (ب) صدر دروازے پر لگایا جائے ✓

(ج) مطالعے کی میز پر رکھا جائے   (د) مُنڈیر پر سجادیا جائے

(v) شریف حسین کی موت کے بعد سنگِ مرمر کا ٹکڑا:

(الف) یوں ہی گھر میں پڑا رہا (ب) کہیں گم ہو گیا (ج) بیچ دیا گیا (د) اس کی قبر کا کتبہ بنا ✓

جواب

(i)	(ب)	(ii)	(د)	(iii)	(د)	(iv)	(ب)	(v)	(د)

۲۔ سبق ''کتبہ'' کے متن کے مطابق دیے ہوئے سوالوں کے جواب لکھیں۔

(الف) شریف حسین اپنے دفتر میں کس حیثیت سے ملازم تھا؟

جواب: شریف حسین اپنے دفتر میں درجہ دوم کے کلرک کی حیثیت سے ملازم تھا۔

(ب) کلرکوں کی ٹولیوں میں کس طرح کے لوگ شامل تھے؟

جواب: کلرکوں کی ٹولیوں میں ٹائپسٹ، ریکارڈ کیپر، ڈسپیچر، اکاؤنٹنٹ، ہیڈ کلرک، سپرنٹنڈنٹ غرض ادنیٰ اعلیٰ ہر درجہ اور حیثیت کے کلرک شامل تھے۔

(ج) شریف حسین نے سنگِ مرمر کے نفیس ٹکڑے کا کیا استعمال سوچا تھا؟

جواب: شریف حسین نے سنگِ مرمر کے نفیس ٹکڑے کا ایک مصرف یہ سوچا کہ جب وہ ترقی کر کے ہیڈ کلرک بن جائے گا تو کوئی چھوٹا سا اپنا مکان لے گا اور اس کے دروازے کے باہر اس مرمریں ٹکڑے پر اپنا نام کندہ کرائے گا۔

(د) شریف حسین کی موت کن حالات میں ہوئی؟

جواب: شریف حسین ریٹائرمنٹ کے تین سال بعد جاڑے کی ایک رات کسی کام سے بستر سے اُٹھا۔ گرم گرم لحاف سے نکلا تھا۔ پچھلے پہر کی سرد اور تند ہوا تیر کی طرح اس کے سینے میں لگی اور اسے نمونیا ہو گیا۔ بیٹوں نے بہت علاج کروائے مگر افاقہ نہ ہوا۔ کوئی چار دن بستر پر پڑے رہنے کے بعد وہ مر گیا۔

(ہ) شریف حسین کی موت کے بعد اس کا بڑا بیٹا سنگِ مرمر کے ٹکڑے کو کس مصرف میں لایا؟

جواب: شریف حسین کی موت کے بعد ایک دن اس کے بڑے بیٹے کو باپ کے پرانے سامان میں سے ایک کتبہ ملا۔ کتبے پر باپ کا نام دیکھ کر اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اس کی خطاطی اور نقش و نگار بہترین تھے۔ اس نے کتبے کی عبارت میں تھوڑی سی ترمیم کروا کر اسی شام اسے باپ کی قبر پر نصب کر دیا۔

www.ilmkidunya.com

س: دیے ہوئے الفاظ وتراکیب کے معانی لکھیں اور اُنھیں اپنے جملوں میں استعمال کریں۔

آلکس　　ترمیم　　خس وخاشاک　　کنگلا　　کِواڑ　　نقش ونگار

جواب:

الفاظ وتراکیب	معانی	جملے
آلکس	کاہلی، سُستی	ثریا جبیں آلکس کے ماری ہلتی تک نہ تھی۔
ترمیم	تبدیلی یا اصلاح	میرے استاد جی نے میری غزل میں بہترین ترمیم کی۔
خس وخاشاک	گھاس پھونس، تنکے	خوف ناک طوفان میں کئی مکان خس وخاشاک کی طرح بہہ گئے۔
کنگلا	مفلس، خالی ہاتھ	بظاہر امیر نظر آنے والا تو بالکل کنگلا نکلا۔
کِواڑ	دروازہ	میرے کپڑوں کی الماری کے کِواڑ ٹوٹ گئے۔
نقش ونگار	بیل بوٹے، سجاوٹ	منی ایچر مصوری میں شان دار نقش ونگار بنے ہوتے ہیں۔

اصنافِ نثر:

اصنافِ نثر کی معروف اقسام میں داستان، ناول، افسانہ، ڈراما، سیرت نگاری، سوانح عمری، خودنوشت، خاکہ، سفرنامہ، مکتوب نگاری اور مضمون نویسی وغیرہ شامل ہیں۔ یہاں ہم طلبہ کو صرف داستان، ناول، افسانہ اور ڈراما کے بارے میں مختصر اُبتاتے ہیں۔

داستان: کہنے کی چیز کو کہانی کہتے ہیں۔ کہانی کا مترادف لفظ قصہ یا حکایت ہے اور داستان قصے کہانی کی قدیم ترین قسم ہے۔ کسی زمانے میں قصہ خوانی یا داستان گوئی باضابطہ ایک فن ہوا کرتا تھا جو عربی اور فارسی سے اُردو میں منتقل ہوا۔ بڑے بڑے شہروں میں داستان سننے سنانے کے لیے باقاعدہ جگہیں اور وقت مقرر ہوا کرتے تھے، جہاں لوگ کشاں کشاں آتے اور بڑے انہماک سے داستان سنتے تھے۔ کچھ قدیم شہروں خصوصاً حیدر آباد (دکن)، دہلی، لکھنؤ اور لاہور وغیرہ میں ایسی جگہوں کی نشان دہی آج بھی باآسانی کی جاسکتی ہے اور پشاور کا قصہ خوانی بازار اسی زمانے کی یادگار ہے۔ اُردو میں داستان نویسی اور داستان گوئی کا سکہ تقریباً ایک صدی تک قائم رہا مگر انگریزی زبان وادب کے فروغ نے ہمیں داستان سے بیگانہ کر دیا اور ایک نئی صنفِ نثر کو متعارف کروایا، جسے ناول کہتے ہیں۔

ناول: ناول (Novel) انگریزی کا لفظ ہے۔ ناول کے معنی ''نیا''، ''انوکھا'' یا ''اچھوتا'' کے ہیں۔ مگر ادب کی اصطلاح میں ناول سے مراد، وہ قصہ لیا جاتا ہے جس میں واقعات خلافِ قیاس نہ ہوں۔ داستان کے برعکس ناول کی بنیاد حقیقت اور فطرت پر اُٹھائی جاتی ہے اور فرضی، خیالی اور مافوق الفطرت باتوں سے اجتناب کیا جاتا ہے۔ ناول کا موضوع انسان ہے اور آج کا انسان جن حالات وواقعات سے دوچار ہے، ناول ان سب کا احاطہ کرتا ہے۔ ناول آج بھی پڑھی جانے والی صنف ہے۔ تقریباً سبھی نقادانِ ادب ڈپٹی نذیر احمد (۱۸۳۰ء۔۱۹۱۲ء) کو اُردو کا پہلا ناول نگار تسلیم کرتے ہیں۔

افسانہ: افسانہ جس کو انگریزی زبان میں (Short Story) کہا جاتا ہے، ایک ایسی مختصر تحریر کا نام ہے جس میں کسی واقعے، کردار یا لمحے کی جھلک دکھائی جاتی ہے۔ اُردو زبان میں افسانہ انگریزی ادب کے اثر سے آیا۔ مغربی زبانوں میں افسانے سے پہلے طویل قصے کہانیاں اور ناول لکھنے کا رواج تھا مگر جوں جوں انسان عدیم الفرصت ہوتا گیا تو ایسی صنفِ ادب کی ضرورت محسوس ہوئی جو کم سے کم وقت میں پڑھنے والے کو مسرت وتسکین کے لمحات میسر کر سکے۔ چناں چہ افسانہ لکھا جانے لگا۔ شامل کتاب میں غلام عباس کی تحریر ''کتبہ'' بھی ایک افسانہ ہے۔

www.ilmkidunya.com

ڈراما: ڈراما (Drama) انگریزی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی ہیں: عمل کر کے دکھانا۔ ڈراما ادب کی وہ نثری صنف ہے جس میں ایک مکمل کہانی ہوتی ہے اور جسے کرداروں کی حرکات و سکنات اور کالموں کے ذریعے سٹیج پر پیش کیا جاتا ہے۔ عام طور پر ڈرامے دو طرح کے ہوتے ہیں: المیہ اور طربیہ۔ المیہ ڈراموں میں المناک صورتِ حال جب کہ طربیہ ڈراموں میں خوش گوار ماحول دکھایا جاتا ہے۔ اُردو ڈرامے کی تاریخ میں آغا حشر کاشمیری (۱۸۷۹ء۔۱۹۳۵ء) کا نام سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ آج کل ٹیلی ڈراموں کو بڑے شوق سے دیکھا جاتا ہے۔

۴۔ سبق ''کتبہ'' کے متن کو مدِ نظر رکھ کر درست جواب کے آگے (✓) اور غلط کے آگے (×) کا نشان لگائیں۔

جواب:

(الف)	عمارتوں میں کئی چھوٹے بڑے دفتر ہیں جن میں کم و بیش پانچ ہزار آدمی کام کرتے ہیں۔	✓
(ب)	شریف حسین کلرک درجہ اوّل کچھ سویرے دفتر سے نکلا۔	✓
(ج)	شریف حسین نے چونی نکال کر کوچوان کو دی۔	×
(د)	ان کلرکوں میں ہر عمر کے لوگ شامل تھے۔	✓
(ہ)	سنگِ مرمر کے ٹکڑے کو وہ ایک مشہور آہن گر کے پاس لے گیا۔	×
(و)	وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ ترقی لطیفۂ غیبی سے ہوتی ہے۔	×

۵۔ سبق ''کتبہ'' کے متن کے حوالے سے درج ذیل جملوں کی وضاحت کریں۔

(الف) ''وہ لہجہ بگاڑ بگاڑ کر غیر زبان میں باتیں کرنے پر تلے ہوئے تھے۔''

(ب) ''دنیا بھر کی چیزیں اور ہر وضع اور ہر قماش کے لوگ کہاں ملتے ہیں؟''

(ج) ''اس نے محض اپنے شوقِ تحقیق کو پورا کرنے کے لیے قیمت پوچھی۔''

(د) ''وہ بڑا غفور الرحیم ہے، کیا عجب اس کے دن پھر جائیں۔''

جواب: وضاحت:

(الف) کلرک غیر زبان میں لہجہ بگاڑ بگاڑ کر اس لیے باتیں کرتے تھے کہ افسروں سے بھی ایسے ہی بولتے تھے۔

(ب) جامع مسجد کے پاس ایک بازار میں کباڑیوں کی دکانوں پر دُنیا بھر کی چیزیں اور ہر قماش کے لوگ ملتے ہیں۔

(ج) وہ سنگِ مرمر خریدنا نہیں چاہتا تھا مگر تجسس کے مارے قیمت پوچھ لی۔

(د) اللہ بہت رحیم اور کریم ہے کیا پتہ حالات پھر جائیں اور اچھے دن آجائیں۔

۶۔ درج ذیل لفظوں پر اعراب لگائیں تا کہ ان کا درست تلفظ واضح ہو سکے۔

طمانیت گھتیاں حجاب مسلط مشقت مژدہ

جواب: طَمانیت گُھتِیاں حِجاب مُسَلَّط مُشَقَّت مَژُدَہ

۷۔ درج ذیل نثر پارے کی تشریح کیجیے۔ تشریح سے پہلے مصنف کا نام اور سبق کا عنوان بھی دیجیے۔

گوان میں زیادہ تر کلرکوں کی مادری زبان ایک ہی تھی مگر وہ لہجہ بگاڑ بگاڑ کر غیر زبان میں بات کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ اس کی وجہ وہ طمانیت نہ تھی جو کسی غیر زبان پر قدرت حاصل ہونے پر اس میں باتیں کرنے پر آ سکتی ہے بلکہ یہ کہ انھیں دفتر میں دن بھر اپنے افسروں سے اسی غیر زبان میں بولنا پڑتا تھا اور اس وقت وہ باہم بات چیت کر کے اس کی مشق بہم پہنچا رہے تھے۔

www.ilmkidunya.com

سبق کا نام : کتبہ

مصنف کا نام : غلام عباس

تشریح: ان کلرکوں کی مادری زبان تو ایک ہی تھی مگر وہ اپنے لہجے کو بگاڑ کر کسی اور ہی زبان میں باتیں کر رہے تھے۔ یہ زبان بولنے میں اُنھیں کوئی سکون نہیں ملتا تھا کیوں کہ اُنھیں اس غیر زبان میں کوئی کمال حاصل نہیں تھا کیوں کہ ان کی مادری زبان تو کوئی اور ہی تھی۔ نہ ہی وہ زبان اُنھیں اسے بولنے پر مجبور کر رہی تھی بلکہ اُنھیں دن بھر وہ اپنے افسروں سے اسی غیر زبان میں بات چیت کرتے تھے مگر ہچکچاتے تھے۔ لیکن اس وقت آپس میں اسی غیر زبان میں بات چیت کر کے اپنی مشق کر رہے تھے۔

درج ذیل پیراگراف توجہ سے پڑھیں اور آخر میں دیے گئے سوالوں کے جواب تحریر کریں۔

اہم علاقائی اور قومی تہوار کسی بھی ملک کی ثقافت اور روایات کا اہم حصہ ہوتے ہیں۔ یہ تہوار لوگوں کو آپس میں جوڑنے، محبت، بھائی چارے اور یک جہتی کے جذبات کو فروغ دینے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ پاکستان میں عید الفطر، عید الاضحیٰ، یومِ آزادی، یومِ دفاع اور یومِ تکبیر جیسے تہوار قومی سطح پر بھرپور جوش و خروش سے منائے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں علاقائی تہوار مختلف صوبوں میں اپنی روایتی رنگینیوں کے ساتھ منعقد ہوتے ہیں۔ ان تہواروں کے دوران میں نہ صرف مذہبی اور ثقافتی اقدار کو اُجاگر کیا جاتا ہے بلکہ یہ سماجی میل جول اور محبت کے پیغام کو بھی فروغ دیتے ہیں، جس سے معاشرے میں مثبت تبدیلیاں آتی ہیں۔

سوالات:

(الف) **کسی بھی ملک یا علاقے کی ثقافت اور روایات کا حصہ کسے قرار دیا گیا ہے؟**

جواب: کسی بھی ملک یا علاقے کی ثقافت اور روایات کا حصہ اہم علاقائی اور قومی تہواروں کو قرار دیا گیا ہے۔

(ب) **مذہبی تہوار کون کون سے ہیں؟**

جواب: مذہبی تہواروں میں عید الفطر اور عید الاضحیٰ شامل ہیں۔

(ج) **قومی اور علاقائی تہواروں کے دو فائدے لکھیں۔**

جواب: 1۔ یہ کسی بھی ملک کی ثقافت اور روایات کا اہم حصہ ہوتے ہیں۔

2۔ یہ لوگوں کو آپس میں جوڑتے ہیں، محبت، بھائی چارے اور یک جہتی کو فروغ دیتے ہیں۔

(د) **پاکستان کے قومی تہواروں کے نام لکھیں۔**

جواب: پاکستان کے قومی تہواروں میں یومِ آزادی، یوم دفاع اور یومِ تکبیر شامل ہیں۔

(ہ) **مندرجہ بالا عبارت کا موزوں عنوان تجویز کریں۔**

جواب: پاکستان کے قومی، علاقائی اور مذہبی تہوار

سرگرمی:

- طلبہ اس افسانے (کتبہ) کو اپنے لفظوں میں ایک کہانی کی صورت میں لکھیں اور دوستوں کو سنائیں۔

www.ilmkidunya.com

اشاراتِ تدریس:

۱۔ ''کتبہ'' پڑھانے سے پہلے طلبہ کو بتایا جائے کہ ''افسانہ'' کیا ہوتا ہے اور اُنھیں غلام عباس کے دیگر معروف افسانوں کے بارے میں بھی بتایا جائے۔

۲۔ طلبہ کو غلام عباس کے سوانحی حالات بیان کرتے ہوئے بتایا جائے کہ اُن کا اسلوبِ بیان زندگی کے حقائق کو بیان کرنے میں بڑا دل کش ہے اور وہ حالات وواقعات کی لفظی مرقع کاری کرتے ہیں۔

۳۔ طلبہ کو بتایا جائے کہ یہ انسان کی فطرت میں شامل ہے کہ وہ اپنے مستقبل کو تاب ناک کرنے کے لیے بڑے خواب دیکھتا ہے اور اس کی ساری عمر اپنے خوابوں کی تعبیر کی تلاش میں گزر جاتی ہے۔

اضافی معروضی سوالات

(1) نصاب میں شامل سبق ''کتبہ'' کے مصنف کا نام ہے:

(الف) احمد ندیم قاسمی (ب) مستنصر حسین تارڑ (ج) انتظار حسین (د) غلام عباس ✓

(2) مصنف کی کہانی کتبہ افسانوی مجموعے سے لی گئی ہے:

(الف) کن رس (ب) آنندی ✓ (ج) الحمرا کے افسانے (د) جاڑے کی چاندنی

(3) شریف حسین ایک دفتر میں کلرک تھا:

(الف) درجہ اول کا (ب) درجہ دوم کا ✓ (ج) درجہ سوم کا (د) ایک سکول کا

(4) دفتروں سے ٹولیاں نکلنا شروع ہوئیں:

(الف) کلرکوں کی ✓ (ب) استادوں کی (ج) افسروں کی (د) بابولوگوں کی

(5) شریف حسین کی بیوی مہینے کے شروع میں ہی بچوں کو لے کر چلی گئی تھی:

(الف) ہمسائے میں (ب) میکے میں ✓ (ج) دوسرے شہر میں (د) بہن کے گھر میں

(6) شریف حسین گھر کی بجائے چل پڑا شہر کی:

(الف) جامع مسجد کی طرف ✓ (ب) بازار کی طرف (ج) پرانے محلے کی طرف (د) بڑی دکان کی طرف

(7) دفتر کے زیادہ تر کلرکوں کی ایک ہی تھی:

(الف) انگریزی زبان (ب) فارسی زبان (ج) فارسی زبان (د) مادری زبان ✓

(8) جامع مسجد کی سیڑھیوں کے گرد دکانیں سجا کرتی تھیں:

(الف) ٹوپیوں کی (ب) دعائیہ کتابوں کی (ج) سستا مال بیچنے والوں کی ✓ (د) جائے نمازوں کی

(9) شریف حسین سیر کرتا ہوا پہنچا:

(الف) کبابیے کی دکان پر (ب) سنگ تراش کی دکان پر (ج) کباڑیے کی دکان پر ✓ (د) حکیم کی دکان پر

(10) اس کی نظر پڑی اچانک ایک خوب صورت:

(الف) ٹیبل لیمپ پر (ب) دیواری گھڑی پر (ج) چینی گلدان پر (د) سنگِ مرمر کے ٹکڑے پر ✓

www.ilmkidunya.com

(11) سنگ مرمر کا یہ ٹکڑا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی:

(الف) تاریخی عمارت کا ہے (ب) مغل بادشاہ کے مقبرے یا بارہ دری کا ہے ✓

(ج) ہڑپہ کا ہے (د) اہرامِ مصر کا ہے

(12) شریف حسین نے سنگ مرمر کا ٹکڑا خریدا:

(الف) چار روپے میں (ب) بیس روپے میں (ج) ایک روپے میں ✓ (د) پچاس روپے میں

(13) شروع شروع میں ملازمت کرتے ہوئے شریف حسین میں جذبہ تھا:

(الف) سکون لینے کا (ب) بے ایمانی کرنے کا (ج) بیزاری کا (د) ترقی کرنے کا ✓

(14) وہ سنگ مرمر کے ٹکڑے کو لے گیا شہر کے مشہور:

(الف) موچی کے پاس (ب) سنگ تراش کے پاس ✓ (ج) مصور کے پاس (د) خطاط کے پاس

(15) سنگ تراش نے اس کا نام کندہ کر کے خوش نما بیلیں بنائیں بہت:

(الف) حیرت کے ساتھ (ب) احتیاط کے ساتھ (ج) چابکدستی کے ساتھ ✓ (د) آلکس کے ساتھ

(16) اس نے کتبے کو رکھ دیا ایک کوٹھڑی کی:

(الف) بے کواڑ الماری میں ✓ (ب) بڑے میز پر (ج) بالائی منزل پر (د) گھر کے آنگن میں

(17) اس کی بیوی نے صندوق سے کتبہ نکال کر رکھ دیا ایک:

(الف) کمرے میں (ب) برآمدے میں (ج) کاٹھ کے بکس میں ✓ (د) سٹور میں

(18) شریف حسین نے ایک سستی سی لکھنے کی میز اور گھومنے والی کرسی خریدی:

(الف) ایک میلے سے (ب) ایک دکان سے (ج) ایک پرانے گھر سے (د) ایک نیلام گھر سے ✓

(19) شریف حسین کو ملازمت کرتے ہوئے ہو چکے تھے پورے:

(الف) دس سال (ب) بیس سال (ج) پندرہ سال (د) تیس سال ✓

(20) اس کو پنشن ملنا شروع ہوئی:

(الف) ساٹھ برس کی عمر میں ✓ (ب) پچاس برس کی عمر میں (ج) پچپن برس کی عمر میں (د) پینسٹھ برس کی عمر میں

(21) شریف حسین کو زندگی بھر توفیق نہ ملی:

(الف) سیر سپاٹے کی (ب) حج کی ✓ (ج) گھومنے کی (د) دوستوں سے ملنے کی

(22) اس کی موت واقع ہوئی:

(الف) حادثے سے (ب) دل کے دورے سے (ج) نمونیے سے ✓ (د) کالی کھانسی سے

(23) شریف حسین کے سامان سے ملا اس کے بیٹے کو ایک:

(الف) کمبل (ب) کُرتا (ج) ٹیبل لیمپ (د) کتبہ ✓

www.ilmkidunya.com

(24) بیٹے نے کتبے کی عبارت میں تبدیلی کروا کر نصب کر دیا:

(الف) باپ کی قبر پر ✓ (ب) نئے مکان پر (ج) اپنے دفتر کے باہر (د) اپنے مکان پر

جواب

(1)	(د)	(2)	(ب)	(3)	(ب)	(4)	(الف)	(5)	(ب)
(6)	(الف)	(7)	(د)	(8)	(د)	(9)	(ج)	(10)	(د)
(11)	(ب)	(12)	(ج)	(13)	(د)	(14)	(ب)	(15)	(ج)
(16)	(الف)	(17)	(ج)	(18)	(د)	(19)	(د)	(20)	(ب)
(21)	(ب)	(22)	(ج)	(23)	(د)	(24)	(الف)	--	--

اضافی مختصر سوالات

(1) غلام عباس کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

جواب: غلام عباس 1909ء میں ہندوستان کے شہر امرتسر میں پیدا ہوئے۔

(2) غلام عباس کی شہرت کی وجہ کیا ہے؟

جواب: غلام عباس کی وجہ شہرت افسانہ نگاری ہے۔

(3) غلام عباس نے کون سے سکول سے میٹرک کیا تھا؟

جواب: غلام عباس نے دیال سنگھ ہائی سکول لاہور سے میٹرک کیا۔

(4) کیا غلام عباس کو بچپن سے لکھنے کا شوق تھا؟

جواب: جی ہاں! غلام عباس کو لکھنے لکھانے کا شوق بچپن سے تھا۔

(5) غلام عباس آل انڈیا ریڈیو سے کب منسلک ہوئے؟

جواب: غلام عباس آل انڈیا ریڈیو سے ۱۹۳۸ء میں منسلک ہوئے۔

(6) غلام عباس نے کن سے رسالوں کی ادارت کی؟

جواب: غلام عباس کو بچوں کے رسالے ''پھول'' اور خواتین کے رسالے ''تہذیب نسواں'' کی ادارت کا موقع ملا۔

(7) غلام عباس کی تحریر کی نمایاں خصوصیات بیان کریں۔

جواب: غلام عباس کی تحریر میں حقیقت نگاری، نفسیاتی تجزیہ اور طنز و مزاح کا امتزاج ملتا ہے۔

(8) ''کتبہ'' میں کس حالات کی عکاسی کی گئی ہے؟

جواب: کتبہ میں انسانی زندگی کی پیچیدگیوں اور جذبات کی عکاسی کی گئی ہے۔ انسان کس طرح اپنی خواہشات کو مار کر بچوں کی ضروریات پوری کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ زندگی کی شام ہو جاتی ہے۔

www.ilmkidunya.com

(9) ''کتبہ'' میں کس موسم کا ذکر کیا گیا ہے؟

جواب: کتبہ میں گرمی کے موسم کا ذکر کیا گیا ہے۔

(10) شریف حسین پیشے کے لحاظ سے کیا تھا؟

جواب: شریف حسین پیشے کے لحاظ سے درجہ دوم کا کلرک تھا۔

(11) مہینے کے ابتدائی دنوں میں شریف حسین کو کیا لطف نصیب ہوتا تھا؟

جواب: مہینے کے ابتدائی چار پانچ دنوں تک شریف حسین کو آدھے راستے تک تانگے پر سواری کرنے کا لطف نصیب ہوتا تھا۔

(12) کلرک غیر زبان میں باتیں کیوں کر رہے تھے؟

جواب: کیوں کہ کلرکوں کو سارا دن اپنے افسروں سے اسی غیر زبان میں بات کرنا ہوتی تھی۔ اس لیے وہ اس کی مشق کی غرض سے آپس میں وہی زبان بول رہے تھے۔

(13) غلام عباس کے مطابق ہر شخص کس بات پر نالاں تھا؟

جواب: غلام عباس کے مطابق ہر شخص افسروں کے چڑچڑے پن یا ماتحتوں کی نالائقی پر نالاں تھا۔

(14) شریف حسین کو سنگ مرمر کا ٹکڑا کیوں پسند آیا؟

جواب: سنگ مرمر کا وہ ٹکڑا نہایت نفاست سے تراشا گیا تھا۔ اس کا طول سوا فٹ اور عرض ایک فٹ تھا۔

(15) شریف حسین جامع مسجد کی جانب کیوں چل پڑا؟

جواب: جامع مسجد کے اردگرد پرانی اور سستی چیزیں بیچنے والے دکانیں سجاتے تھے۔ وہاں خریداروں کا میلا سا لگا رہتا تھا۔ اس لیے شریف حسین بھی اسی طرف چل پڑا۔

(16) شریف حسین کے ذہن میں سنگ مرمر کے ٹکڑے کا کیا مصرف آیا؟

جواب: شریف حسین کے ذہن میں آیا کہ اگر وہ ترقی کر گیا تو اس کی تنخواہ بڑھ جائے گی اور وہ الگ گھر بنوا کر یہ کتبہ اس کے دروازے پر لگائے گا۔

(17) ملازمت کے ابتدائی دنوں میں شریف حسین کا رویہ کیسا تھا؟

جواب: ملازمت کے ابتدائی دنوں میں شریف حسین کا جوش و خروش اور ترقی کا ولولہ انتہا کو پہنچا ہوا تھا۔

(18) تنخواہ ملنے پر شریف حسین نے سب سے پہلا کام کیا کیا؟

جواب: تنخواہ ملنے پر شریف حسین نے اس سنگ مرمر کے ٹکڑے پر اپنا نام کندہ کروایا اور اس پر بیل بوٹے بنوائے۔

(19) شریف حسین کا مکان کیسا تھا؟

جواب: شریف حسین کا مکان انتہائی مختصر تھا۔ اس میں دو کوٹھڑیاں، ایک غسل خانہ اور ایک باورچی خانہ تھا۔

(20) شریف حسین کے مطابق ترقی کیسے ملتی ہے؟

جواب: شریف حسین کو دفتروں کے رنگ ڈھنگ سے یہ یقین ہو گیا تھا کہ ترقی لطیفہ غیبی سے ملتی ہے۔

www.ilmkidunya.com

(21) ترقی ملنے پر شریف حسین کے دل کی کیفیت کیا تھی؟

جواب: ترقی ملنے پر شریف حسین اتنا خوش تھا کہ وہ تانگے کا انتظار کیے بغیر تیزی سے گھر چل دیا کہ جلدی سے اپنی بیوی کو یہ خوش خبری سنائے۔

(22) نوکری کے بیس سال گزرنے پر شریف حسین کو کن فکروں نے گھیر رکھا تھا؟

جواب: شریف حسین کو بیٹی کی شادی، لڑکوں کی تعلیم، اور روزمرّہ کے بڑھتے ہوئے اخراجات کی فکر نے گھیر رکھا تھا۔

(23) پنشن لینے کے بعد شریف حسین کے مالی حالات میں کیا تبدیلی آئی؟

جواب: پنشن لینے کے بعد شریف حسین کی مالی حالت اتنی بہتر ہوئی کہ سفید پوشی سے گزارا کر سکے۔ اس کے بیٹوں کی تنخواہ ساتھ ملا کے ڈیڑھ سو روپے ماہوار بن جاتے تھے۔

(24) شریف حسین کی بیوی کیسی تھی؟

جواب: شریف حسین کی بیوی بہت کفایت شعار اور سلیقہ مند عورت تھی۔ جس وجہ سے اس نے بچوں کی شادیوں کے لیے جمع جوڑ کر رکھا تھا۔

(25) شریف حسین بیمار ہوا تو گھر والوں کا کیا سلوک تھا؟

جواب: شریف حسین کے بیٹوں نے اس کے بہت علاج کرائے۔ اس کی بیوی اور بہو اس کی پٹی سے لگی بیٹھی رہیں۔

www.ilmkidunya.com